نیا چاند، ہماری روایات اور رویت ہلال

ام عبد منیب



بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

نیا چاند
اور
ہماری روایات

اُمِّ عبدِ منیب

ناشر:
مشربہ علم و حکمت 0321-4609092
کامران پارک زینبیہ کالونی نزد منصورہ ملتان روڈ لاہور



نام کتاب ——— نیا چاند اور ہماری روایات

اہتمام ——— محمد عبد منیب

اشاعت اول ——— رجب ۱۴۲۸ھ

حالیہ اشاعت ——— ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

قیمت ——— 35:00

ناشر: مشربہ علم وحکمت 0321-4609092

کامران پارک زینبیہ کالونی نزد منصورہ ملتان روڈ لاہور

ڈسٹری بیوٹر: دار الکتب السلفیۃ اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Ph.: 042-37361505-37008768
Cell: 0333-4334804

☆ **اسلام آباد** مکان نمبر 264 گلی نمبر 90 سیکٹر i-8/4 اسلام آباد۔
فون: 0300-5148847

البلاغ

لاہور

لوئر گراؤنڈ لینڈ مارک پلازہ جیل روڈ لاہور
042-35717842-3,0300-8880450

6GL نیو لبرٹی ٹاور بالمقابل پیس ماڈل ٹاؤن لنک روڈ لاہور
042-35942233,35942277,0300-6112240

اسلام آباد

شالیمار سینٹر F-8 مرکز اسلام آباد
051-2281420,0300-5205050

عدنان پلازہ سواں روڈ G-10 مرکز اسلام آباد
051-2224146-7,0300-5205060

فہرست

نیا چاند دیکھنے کی دعا

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُمَّ اَهِلَّه، عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ رَبَّنَا وَتَرْضَى ....رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللّٰهُ

''اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ تو اسے ہم پر طلوع کر امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ اور اس چیز کی توفیق کے ساتھ جس سے تو محبت کرتا ہے اے ہمارے رب اور جسے تو پسند کرتا ہے۔ (اے چاند) ہمارا اور تیرا رب اللہ ہے۔''

(سنن دارمی: ۱/۳۳۶۔ صحیح ترمذی للالبانی: ۳/۱۵۷)

نیا چاند اور ہماری روایات

اسلامی عبادات اور روایات کا ایک اہم حصہ چاند دیکھنا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر فرض اور نفل عبادات کا تعلق چاند کی تاریخوں کے ساتھ ہے، اسلامی معاشرت کے بہت سے امور بھی چاند کی تاریخوں سے ہی منسلک ہیں۔

چنانچہ رمضان کے روزے، شوال کے روزے، عیدالفطر، عیدالاضحیٰ، ایامِ حج، قمری سال گزرنے پر مال کی زکوٰۃ ادا کرنا، مطلقہ یا بیوہ عورت کی عدت وغیرہ سب چاند کے حساب سے ہی متعلق ہیں۔

اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ، صحابہ کرام کا دورِ راشدہ اور اس کا تاریخی اثاثہ بھی قمری کیلنڈر ہی کی بنیاد پر ہم تک پہنچایا گیا ہے۔

چاند کی اسی اہمیت کے پیش نظر اسلامی معاشرے میں چاند دیکھنا ایک اہم اور پرشوق معمول رہا ہے۔

جس دن رمضان یا عید کے چاند کی رونمائی متوقع ہوتی، بچے، بوڑھے، عورتیں، جوان سب چھتوں اور کھلے میدانوں میں عصر کے بعد ہی جمع ہونا شروع ہو جاتے۔ جیسے جیسے شام کی سیاہی اپنا رنگ پکڑتی جاتی چاند دیکھنے والوں کا

اشتیاق، آنکھوں میں رمضان یا عید کی آمد کی چمک، ان کے چہروں پر انتظار اور مسرت کے رنگ میں اضافہ کا باعث بنتے۔ جیسے ہی چاند نظر آتا بچہ بچہ بول اٹھتا:

”وہ...... ہے......!......وہ ہے......ادھر وہ......وہ درخت کی ٹہنیوں کے اوپر......

وہ بادل کی ننھی سی بدلی کے ساتھ......وہ جہاں آسماں پر لالی نظر آ رہی ہے......“

ننھے بچوں کو باپ اپنے کندھوں پر اٹھا کر انہیں چاند دکھا دکھا کر ان کے ایمانی جوش و مسرت میں اضافہ کرتے۔

چاند دیکھتے ہی دعائے مسنونہ کے لیے ہاتھ اٹھ جاتے، آنکھیں اللہ کے حضور تشکر، خوشی اور عبادت میں مطلوبہ خشوع و خضوع کے احساس سے نم ہو جاتیں۔ ایسے لگتا جیسے نیا چاند مسلمان امت کے ہر فرد کے لیے ایک ایسا معزز مہمان ہے جس کی آمد کے لیے انتظار کی گھڑیاں گن گن کر گزاری گئیں۔

چاند کی مناسبت سے جس عبادت کا موقع ہوتا اس کی تیاریاں چاند دیکھتے ہی اپنے عروج کو پہنچ جاتیں۔ لوگ چھتوں اور میدانوں سے اتر کر نمازِ مغرب ادا کرتے۔ اس کے بعد اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو ہلال نظر آنے کی مبارک باد دینے کا سلسلہ جاری ہو جاتا۔ بچوں کو بزرگوں کی خدمت میں لے جایا جاتا، بچے بزرگوں کو سلام کرتے، بزرگ حضرات اپنے سے چھوٹوں کو خصوصی دعائیں دیتے۔ ایک ایک بچے کو دادا، نانا، چچا، ماموں، دادی، نانی، وغیرہ کی گود میں بٹھایا

جاتا، بزرگ ان کے سر پر دستِ شفقت پھیرتے، ایمان اور جان و مال میں برکت کی دعائیں دیتے، بزرگوں اور دوستوں سے گزشتہ سال میں کسی غلطی کے سرزد ہو جانے کی معافی مانگی جاتی، گلے مل کر گِلے شکوے دور کیے جاتے۔

اگر رمضان کا چاند ہوتا تو سحری اور افطاری کے لیے ایک دوسرے کو چاول، آٹا، مکھن، گڑ، کھجوروں کے تحائف دیئے جاتے۔ جس کے گھر بھینس یا گائے ہوتی وہ بھینس یا گائے سے محروم بہن بھائیوں کو دودھ کی پیشکش کرتا، مفلس بہن بھائیوں کے گھروں میں خاص طور پر اناج وغیرہ بھیجا جاتا۔ سحری کے وقت بیدار کرنے اور بیدار ہونے کا ایک اپنا ہی کیف ولطف ہوتا۔

اگر عید کا چاند ہوتا تو کپڑوں کو دھو کر صاف کیا جاتا، اگر ممکن ہوتا تو نئے کپڑے سلوائے جاتے خصوصاً بچوں کے لیے، تب ہر سال صرف عید پر ہی نیا جوڑا سلتا تھا، اس کے بعد سارا سال نئے کپڑے بنانے کا نہ سوچا جاتا نہ ضرورت محسوس کی جاتی۔ سادہ لوگ، سادہ دور، تین چار جوڑوں میں بخوبی گزر بسر ہو جاتی، نت نئی خواہشات کا کوئی وجود نہ تھا، الحمدللہ ایمان پختہ تھا، سادگی، توکل، قناعت کی خُو اس قدر عام تھی کہ ہر نئی چیز خرید لینے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا، دوسروں کے لیے اپنا مال پیش کر دینا ایک عام روش تھی۔

رمضان اب بھی آتا ہے، عید اب بھی منائی جاتی ہے لیکن سوچ پوچھیں تو

صرف ایک جشن کے انداز میں، اب نہ وہ پہلے سا ایمانی جوش و خروش ہے، نہ بزرگوں سے دعائیں لینے کی روایت، نہ چاند دیکھنے کا تکلف، نہ سحری وافطاری کے وہ روح پرور مناظر، اب نہ ایڑیاں اٹھا اٹھا کر اور نظریں لگا لگا کر شفق پر نیا چاند تلاش کیا جاتا ہے، نہ مبارک مبارک کی چہکتی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔

ریڈیو اور ٹی وی پر رمضان یا عید کی آمد کے اعلان کو ہم اتنی اہمیت بھی نہیں دیتے جتنی کسی غیر ملکی سربراہ کے دورۂ پاکستان کو۔

گھروں میں، ہوٹلوں پر، دکانوں میں، دفتروں میں سارا دن ٹی وی آن رہتے ہیں لہٰذا جہاں اور بہت سے اعلانات اور خبریں سنی اور دیکھی جاتی ہیں، وہیں چاند کا اعلان یا خبر بھی دیکھ سن لی جاتی ہے۔

جس طرح غیر مسلموں کی مسلمانوں پر چیرہ دستیوں، مسلمانوں کو بدحال کرنے کی سازشوں، فلسطین و عراق اور افغانستان و کشمیر کے مسلمانوں کے لہولہو جسموں کو دیکھ کر ہم بڑے سکون سے لذتِ کام و دہن میں لگے رہتے ہیں، اسی طرح رمضان اور عید کے چاند کی خبر سن کر بھی ایمانی جذبہ بیدار نہیں ہوتا۔ البتہ وہ کنبے جن میں دینی روایات زندہ ہیں، وہاں الحمدللہ اب بھی نیا چاند دیکھ کر جوش و خروش پایا جاتا ہے۔



رویت ہلال کمیٹی

۱۹۷۲ء سے پہلے ریڈیو پر رمضان المبارک یا عید کے چاند کا اعلان سرکاری انداز میں کیا جاتا تھا اور اس کی تفصیل بھی نہیں بتائی جاتی تھی کہ چاند کس نے کہاں کہاں دیکھا یا کس نے شہادت کس کے روبرو دی اور رویت ہلال کا فیصلہ کس نے کیا، اس حوالے سے پیر کرم شاہ الازہری نے ''رویت ہلال اور اس کا شرعی ثبوت'' میں لکھا ہے پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۱۹۷۲ء میں مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کی تشکیل کا اہتمام کیا جس میں ہر مکتبہِ فکر کے جید علماء کو بطورِ رکن شامل کیا اور ان کے ذمہ یہ فریضہ عائد کیا کہ وہ شرعی قواعد کے مطابق ماہ رمضان، عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے چاندوں کے بارے میں تحقیق کریں اور ان کے طلوع ہونے یا نہ ہونے کا باضابطہ اعلان مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کا چیئرمین ٹی وی پر کرے۔ حکومتِ پاکستان کے حکم کے مطابق مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی نے ہر صوبہ میں علاقائی رویتِ ہلال کمیٹیاں مقرر کیں نیز ہر ضلع میں روئتِ ہلال کمیٹی بھی تشکیل دی گئی، اگر مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کے ارکان خود چاند کو دیکھیں یا ان کے سامنے شرعی شہادت سے رویتِ ہلال ثابت ہو جائے تو کمیٹی رویتِ ہلال کا فیصلہ کرتی ہے۔

رویتِ ہلال کمیٹی نے جب سے چاند دیکھنے کا ذمہ لیا ہے عوام کی چاند دیکھنے کی دل چسپی کم ہوگئی ہے۔ نیز رویتِ ہلال کمیٹی کے قیام کے ساتھ ایک نئے فتنے نے جنم لیا ہے اور وہ یہ کہ رویتِ ہلال کمیٹی کے فیصلے کو غلط قرار دیا جائے۔ چنانچہ رمضان اور عید الفطر پر اس طرح کی افواہیں سننے میں آتی ہیں۔ ''رمضان کے شروع کا ایک روزہ کھا گئے...... مہینہ تو تیس کا تھا لیکن روزے انہوں نے انتیس ہی رکھوائے...... آج جب چاند نظر آیا تو وہ بڑا تھا اور دو تاریخ کا محسوس ہو رہا تھا، لگتا ہے رویتِ ہلال کمیٹی والوں نے جان بوجھ کر کل اعلان نہیں کیا، آج نئے چاند کا اعلان کیا ہے...... عید کا دن جمعہ کے روز پڑ رہا تھا، جمعہ کی عید ٹالنے کے لیے ایک دن کا ہیر پھیر کر دیا گیا۔'' غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔

آیئے! تھوڑا سا اس پر غور کریں اور دیکھیں کہ احادیث سے چاند کے بارے کیا پتا چلتا ہے۔

چاند دیکھ کر روزہ رکھنا اور چھوڑنا:

آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلشَّهْـر تِسع وعِشْرُوْنَ فلا تصوموا حتّٰی تَرَوْهُ ولا تُفْطِرُوْا حتّٰی تَرَوْهُ فَاِنَّ غُمَّ عليكم فَاَقْدِرُوْا لهُ ثلاثين.

''مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے، جب تک کہ چاند کو دیکھ نہ لو روزہ نہ رکھو

اور اسی طرح روزہ موقوف نہ کرو حتی کہ اسے (چاند کو) دیکھ لو اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو اس ماہ کو (رمضان یا شعبان کو) تیس دن کا تصور کر لو۔''

(بخاری، مسلم: ۱۰۸۰۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصیام: ۲۳۲)

حاصل:

☆ چاند انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

☆ چاند دیکھ کر اگلے مہینے کا آغاز کیا جائے گا۔

☆ اگر بادل ہوں چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کر لیے جائیں۔

صرف اپنے علاقے کا چاند:

کُریب بیان کرتے ہیں کہ ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا نے انہیں ماریہ رضی اللہ عنہا کے پاس ملک شام بھیجا۔ جب میں ملکِ شام پہنچا اور ان کا جو کام تھا وہ کیا۔ ابھی میں ادھر ہی تھا تو رمضان کا چاند نظر آ گیا۔ ہم نے جمعہ کی رات ملک شام میں چاند دیکھا۔ میں مہینے کے اخیر میں مدینہ آیا تو سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے حالات دریافت کیے۔ پھر پوچھا: ''تم نے چاند کب دیکھا تھا؟'' میں نے کہا: ''جمعہ کی رات کو۔'' انہوں نے پوچھا: ''کیا تم نے خود دیکھا تھا؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! میں نے بھی دیکھا اور باقی لوگوں نے بھی دیکھا، سب نے اگلے روز روزہ رکھا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ (شام کے گورنر) نے بھی روزہ رکھا۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے کہا:

''ہم نے ہفتہ کی رات کو چاند دیکھا تھا پس ہم روزے رکھتے رہیں گے حتی کہ ہم تیس روزے پورے کریں یا پھر اس (چاند) کو دیکھ لیں گے (یعنی ۲۹ روزوں کے بعد)۔'' میں نے کہا: کیا معاویہ رضی اللہ عنہ کی رویت اور ان کا روزہ رکھنا کافی نہیں؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسے ہی حکم دیا ہے: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو۔''

(مسلم: ۱۰۸۷۔ سنن ابی داود، کتاب الصیام: ۲۳۲۳)

امام نووی اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کریب رحمہ اللہ کی روایت کو اس لیے تسلیم نہیں کیا کہ رویت کا حکم دور والے لوگوں کے حق میں ثابت نہیں ہوتا۔''

(مسلم، کتاب الصیام مع شرح نووی، ح: ۱۰۸۰)

حاصل:

☆ جس علاقے میں چاند نظر آئے وہی روزہ رکھنے یا عید منانے کے پابند ہوں گے۔

☆ جن علاقوں کے مطلع میں فرق ہے ان کی اپنی اپنی رویت پر اعتبار کیا جائے گا۔

☆ ایک مملکت میں مختلف مطالع کے علاقے ہو سکتے ہیں۔

مطلع ابر آلود ہو تو:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس قدر شعبان (کے ایام) گنتے تھے، اس قدر کسی اور ماہ کے نہیں گنتے تھے (یعنی ان ایام کی گنتی کا خصوصی اہتمام کرتے) پھر رمضان کا چاند نظر آنے پر روزہ رکھتے، اگر اس روز مطلع ابر آلود ہوتا تو (شعبان کو) تیس دن شمار کرتے پھر روزہ (رمضان کا) رکھتے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصیام، باب اذا اُغمی الشہر :۲۳۲۵)

حاصل:

☆ مہینے کے دنوں کی گنتی کا مسلمان کو خیال رکھنا چاہیے۔

☆ اگر شفق پر بادل ہوں اور چاند نظر نہ آ سکتا ہو تو مہینے کے تیس دن پورے کیے جائیں گے۔ ورنہ بادل کی وجہ سے یہ شک رہے گا کہ نا معلوم چاند طلوع ہوا تھا یا نہیں؟ اور بغیر چاند دیکھے روزہ رکھنے کا جرم ہو جائے گا۔

مہینے کے دن:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّا اُمَّيَّة لا نَكتب ولا نَحسَبُ اَلشَّهرُ هٰكذا وهٰكذا وَخَنس سُليمانُ اُصْبُعَهُ فِي الثالِثة يعني تِسعًا وعِشرِيْن وَثلا ثين.

"ہم پڑھے لکھے نہیں ہیں، ہم حساب کتاب نہیں جانتے، آپ نے (دونوں

ہاتھوں کی انگلیاں تین بار کھول کر) فرمایا:

''مہینہ یوں ہوتا ہے اور یوں ہوتا ہے۔''

سلیمان (حدیث کے راوی) نے تیسری بار ایک انگلی کو بند کرلیا۔ مراد یہ تھی کہ مہینہ تیس دن اور انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

(بخاری: ۱۹۱۳۔ مسلم: ۱۰۸۰۔ ابوداؤد، کتاب الصیام، باب الشہر یکون تسعا وعشرین)

حاصل:

☆ شریعت سادہ، اَن پڑھ، دیہاتی لوگوں کے لیے بھی آسان ہے۔

☆ چاند کو جدید سائنسی علوم کی روشنی میں نہیں بلکہ احادیث کی روشنی ہی میں دیکھا اور فیصلہ کیا جائے گا۔

صرف ایک شخص کا چاند دیکھنا:

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے ایک دوسرے کو چاند دکھایا۔ یعنی چاند دیکھنے کی کوشش کی (لیکن میرے سوا کسی کو چاند نظر نہ آیا) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں نے چاند خود دیکھا ہے تو آپ نے خود روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزے کا حکم دیا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصیام، باب شہادۃ الواحد علی رویۃ ہلال رمضان: ۲۳۴۲، ۲۳۴۰)

اس کے بعد امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے یہ روایت نقل کی ہے: امیرِ مکہ نے خطاب

کیا اور اس میں انہوں نے یہ بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم چاند دیکھ کر حج کے ارکان ادا کریں، اگر خود دیکھ لیں تو ٹھیک ورنہ دو عادل گواہ گواہی دے دیں تو ہم ان کی گواہی پر حج کر لیں۔ پھر امیرِ مکہ نے کہا کہ اس مجلس میں وہ شخصیت بھی موجود ہے جو رسول اللہ ﷺ کے (اس حکم کے) متعلق مجھ سے زیادہ باخبر ہے اور پھر ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا اور یہ شخصیت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھی۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے۔

حاصل:

☆ چاند دیکھ کر ہی رمضان، عیدالفطر اور حج وغیرہ کا تعین کیا جائے گا۔

☆ عادل سے مراد متقی، اسلام کے احکام و فرائض کا پابند شخص ہے جس پر کوئی واضح جرح نہ کی گئی ہو۔

☆ رمضان کا آغاز ایک عادل گواہ کی گواہی پر کیا جا سکتا ہے لیکن عیدالفطر کے چاند کے لیے دو گواہ ہوں گے۔

اگر بعد میں شہادت ملے تو......:

جناب ابو عمیر بن انس اپنے چچا سے جو صحابیِ رسول ہیں، روایت کرتے ہیں کہ چند سواروں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے

گزشتہ روز چاند دیکھا ہے۔آپ ﷺ نے اس روز صحابہ کو روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور اگلے روز عید کی نماز پڑھنے کا حکم دیا (کیوں کہ جس روز اطلاع ملی عید کی نماز کا وقت گزر چکا تھا)۔(ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب اذا لم یخرج الاما للعیدین یومہ یخرجُ مِن الغدِ :۱۱۵۷)

حاصل:

☆ چاند ہونے کے باوجود ممکن ہے بعض قریبی بستیوں میں نظر نہ آئے۔

☆ اگر روزہ رکھ لیا اور پتا چلا کہ مضافات میں یا قریبی علاقوں میں چاند نظر آ گیا تھا تو روزہ توڑ دیں۔

☆ عید کی نماز کا اگر وقت گزر چکا ہو تو اگلے دن پڑھ لیں۔

☆ چاند کا کسی جگہ نظر آ جانا اور کسی جگہ نظر نہ آنا نیز عوام کا اس دن روزہ رکھ لینا یا غلط فہمی میں عید منا لینا ایسا مسئلہ نہیں جس کی وجہ سے علماء، حکام یا انتظامیہ کے خلاف شور مچایا جائے یا عوام میں افراتفری پھیلائی جائے۔

شک کا روزہ:

● سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تُقدِّمُوا صومَ رمضان بِیَوم ولا یومَینِ اِلا انْ یکونَ صوم یَصُوْمُہٗ رجُل فَلْیَصُمْ ذالک الصوم.

''رمضان سے ایک یا دو روز پہلے روزہ نہ رکھو الا یہ کہ وہ ایسا روزہ ہو جسے وہ شخص حسبِ معمول رکھتا ہو تو وہ اس روز کا روزہ رکھے۔'' (بخاری:۱۹۱۴۔ مسلم:۱۰۸۲۔ ابو داؤد باب فیمن یصِلُ شعبان بِرمضان:۲۳۳۵)

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگر مطلع ۲۹ شعبان کو ابر آلود ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق شعبان کے ۳۰ دن پورے کرتے۔ نافع کہتے ہیں کہ جب شعبان کی ۲۹ تاریخ ہوتی تو سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے لیے چاند دیکھا جاتا پس اگر چاند نظر آ جاتا اور (اس روز) افق پر بادل نہ ہوتے نہ گرد وغبار ہوتا تو روزہ رکھ لیتے۔ راوی کا کہنا ہے کہ لوگ سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی روزہ موقوف کرتے اور پہلے سے احتیاطی روزے کا حساب نہ کرتے۔ (ابو داؤد، کتاب الصیام، باب الشہر یکون تسعاوعشرین:۲۳۲۰)

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان سے قبل ایک یا دو روزے رکھ کر رمضان کو مقدم نہ کرو (یعنی استقبالیہ روزے نہ رکھو) جب تک رمضان کا چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو۔ پھر روزے رکھتے رہو حتیٰ کہ (شوال کا) چاند دیکھ لو پھر اگر مطلع ابر آلود ہو تو ۳۰ روزے پورے کرو پھر روزہ موقوف کر دو (یعنی عید کر لو) اور مہینہ بعض اوقات ۲۹ کا بھی ہوتا ہے۔ (ابو داؤد، کتاب الصیام، باب من قال فان غُمّ علیکم فصوموا ثلاثین، ح:۲۳۲۷)

صِلہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے پاس تھے یہ وہ دن تھا جس کے

متعلق لوگوں کو شک تھا کہ شاید روزہ ہو (یعنی شعبان کی ۳۰ تاریخ تھی) ان کے پاس بھنی ہوئی بکری لائی گئی۔ یہ دیکھ کر کچھ لوگ پیچھے ہٹ گئے (روزے کی وجہ سے) یہ دیکھ کر سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جس شخص نے بھی آج روزہ رکھا ہوا ہے اس نے یقیناً ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔'' (بخاری، تعلیقاً:١٩٠٦۔ابو داؤد، کتاب الصیام باب کراھیة صوم یوم الشك : ۲۳۳۴)

حاصل:

☆ احتیاطی روزہ رکھنا جائز نہیں۔

☆ مطلع ابر آلود ہو تو شعبان، رمضان اور دیگر مہینے کے تیس دن پورے کرنے چاہئیں۔

۳۰، ۲۹ روزوں کا اجر یکساں:

سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو روزے رکھے وہ انتیس والے (روزوں) آپ کے ساتھ رکھے گئے تیس والے رکھے گئے روزوں سے زیادہ تھے۔'' یعنی آپ کے زمانہ مبارک میں رمضان ۲۹ دن کا زیادہ بار آیا اور ۳۰ دن کا رمضان کم مرتبہ۔

سیدنا ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شهر عِيْدٍ لا يَنْقُصَانِ رَمَضَانَ وذو الحجه.

"(عید کے) دونوں مہینے (اجر کے لحاظ سے خواہ انتیس کے ہوں یا تیس کے) کم نہیں ہوتے ایک رمضان کا مہینہ دوسرا ذوالحجہ کا۔" (بخاری: ۱۹۱۲۔ مسلم: ۱۰۸۹۔ ابوداؤد کتاب الصیام، باب الشهر يكون تسعا وعشرين: ۲۳۲۳)

اگر چاند بڑا نظر آئے:

سیدنا ابوالبختری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عمرہ کرنے کے لیے نکلے جب ہم بطن نخلہ (کے مقام) پر اترے تو ہم نے چاند دیکھا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ تو تیسری رات کا چاند ہے اور بعض نے کہا یہ دوسری رات کا چاند ہے۔ پس ہم سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ملے اور ہم نے انہیں بتایا کہ ہم نے چاند دیکھا تو بعض نے کہا کہ یہ تیسری رات کا چاند ہے جب کہ بعض نے کہا کہ یہ دوسری رات کا ہے۔ انہوں نے دریافت کیا تم نے کس رات چاند دیکھا؟ ہم نے بتایا کہ فلاں رات کو ہم نے چاند دیکھا پس انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مَدَّهُ لِلرُّؤيَةِ فَهُوَ لِلَيْلَةُ (صحیح مسلم، ح: ۲۵۲۹)

بے شک اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے دیکھنے کے لیے بڑھا دیا ہے پس وہ چاند اسی رات کا ہے جس رات کو تم نے اسے دیکھا ہے۔

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَمَدَّهُ لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ اُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ .

(مسلم، ح:۲۵۳۰)

’’بے شک اللہ نے چاند کو تمہارے دیکھنے کے لیے بڑھا دیا ہے پس اگر یہ تم پر پوشیدہ ہو جائے تو اس کی گنتی پوری (یعنی تیس دن) پورے کر لیا کرو۔‘‘

حاصل:

☆ چاند چاہے کتنا بڑا نظر آئے اسے پہلی رات ہی کا شمار کیا جائے گا بشرطیکہ اس سے پہلے انتیس دن پورے ہو چکے ہوں۔

☆ نئے مہینے کا چاند جب پہلی بار نظر آئے اور وہ معمول سے بڑا محسوس ہو تو کسی شک میں مبتلا ہوئے بغیر اسے پہلی رات کا تسلیم کر لیا جانا چاہیے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے کس خوبی سے بڑا چاند دیکھ کر صحابہ کا تذبذب رفع کیا کہ اللہ نے اسے تمہارے دیکھنے کے لیے بڑھا دیا ہے۔ کیا وہ رب ہمارے دیکھنے کے لیے اسے نہیں بڑھا سکتا۔

☆ اگر ۲۸ دن کے بعد چاند نظر آ جائے تو رمضان ہونے کی صورت میں دوسرے دن عید منا کر ایک روزہ بعد میں قضا کے طور پر رکھ لیا جائے اور حکومت بھی اس کا اعلان کرے۔ کیوں کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن اس مسئلے میں حکومت اور علماء کو نشانہ نہیں بنانا چاہیے۔

☆ فقہی احکام میں بھول چوک کی غلطیاں دیگر کئی معاملات میں ہوتی رہتی ہیں لیکن ان پر اجتماعی انتشار یا اس کے ذمہ داروں کو طعن وطنز کا نشانہ بنانا حماقت کے سوا کچھ نہیں۔

☆ غلطی کا ازالہ یا کفارہ شریعت نے اسی لیے رکھا ہے جس طرح نماز قضا ہو جائے، نماز کے وقت سوتے رہ جائیں۔ ابر کی وجہ سے وقت کا پتا نہ چلے تو قضا نماز پڑھ لی جاتی ہے، اسی طرح اگر کبھی رمضان کا پہلا دن غلط فہمی سے رہ جائے تو اس کی قضا روزِ عید کے بعد کی جا سکتی ہے۔

پہلی رات کا بڑا چاند ایک اور پہلو:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مِن اقترابِ الساعةِ اِنتِفاخُ الْاَهِلَّةِ وَاَن يُرَالْهلالُ لیلةٍ ، فيقالُ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ

قیامت کے قریب (ہونے کی علامت یہ بھی ہے) چاند بڑا ہو جائے گا جب ایک رات کا چاند نظر آئے گا تو کہا جائے گا کہ یہ تو دو راتوں کا ہے۔ (طبرانی فی معجم الصغیر: ۱۱۳۰۔ روض الصغیر فی الاوسط: ۷۰۰۷۔ السلسلۃ الاحادیث الصحیحہ: ۲۲۹۲)

حاصل:

☆ قیامت کی علامت میں سے یہ بھی ہے کہ پہلی رات کا چاند بڑا محسوس ہوگا اور

لوگ اسے دیکھ کر دو راتوں کا چاند کہیں گے۔

☆ اس حدیث کے مطابق ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ جس طرح قیامت کی دیگر کئی علامات شروع ہو چکی ہیں۔ یہ علامت بھی شروع ہو چکی ہے۔ لہٰذا اختلافات سے اور کسی شک سے گریز کرنا ہی طریقِ نبوی ﷺ ہے۔

رویتِ ہلال سے متعلق اختلاف سے پرہیز کرنا:

☆ ہلال کے نظر آنے میں اختلاف فطری ہے لیکن اس کے کسی علاقے میں نظر آنے یا کسی علاقے میں نظر نہ آنے، عید کا اعلان رات گئے دیر سے کیے جانے یا اگلے روز کیے جانے پر لوگ حکومتی حلقوں اور عوام میں منافرت پھیلانے کا کام خوب کرتے ہیں۔ حالاں کہ عبادت جیسے اہم کام کے وقت کے تعین پر جھگڑا کھڑا کرنا روحِ شریعت کے منافی ہے۔

جب کہ مسلمان بہن بھائیوں کو ملامت کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ ایک دوسرے پر الزام لگانا کبیرہ گناہ ہے اور مسلمانوں میں باہمی منافرت پھیلانا ان سب سے بڑا گناہ ہے، یہ اتحادِ امت اور اتحادِ وطن کو پارہ پارہ کر دینے والا کام ہے۔

ہمارے یہاں ایک خرابی سنی سنائی بات کو آگے بڑھا دینا بھی ہے جو حدیث کے مطابق بدترین جھوٹ ہے۔ نیز افواہیں پھیلانا بھی ایک بدترین قومی جرم ہے، ایک روزہ کھا گئے، عید جان بوجھ کر ایک دن تاخیر سے کی، یہ جملے ہر شخص کی زبان پر

گردش کرنے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں درست سمجھ دے اور سنت کی روشنی میں مسائل کو سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین!

ہمارے یہاں اس افواہ طرازی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ سادہ لوح عوام کا یہ خیال ہے کہ اگر پاکستان کے ایک علاقے میں چاند نظر آ گیا تو سب علاقوں میں نظر آنا چاہیے، یا ایک علاقے میں چاند نظر نہیں آیا تو جس علاقے میں چاند نظر آ گیا اس علاقے والے غلط بیانی کر رہے ہیں۔

پھر یہ خیال بھی پایا جاتا ہے کہ اگر سعودی عرب میں چاند نظر آ جائے تو دوسرے روز ہمارے یہاں بھی لازماً نظر آنا چاہیے۔ جب کہ حقیقت میں ایسا نہیں۔



طلوعِ ہلال سائنسی نقطہ نظر سے

چاند کے آسمان پر طلوع ہونے کی جگہوں اور مختلف خطوں میں چاند کے نظر آنے کے اوقات میں پوری دنیا کے ہر شہر اور ہر علاقے میں فرق پایا جاتا ہے۔ اسے شرعی اصطلاح میں اختلافِ مطلع کہتے ہیں۔ مطلع کا مطلب ہے، چاند طلوع ہونے کی جگہ۔ اختلافِ مطلع کا مطلب ہے چاند کا مختلف علاقوں میں مختلف دنوں میں طلوع ہونا۔ اسے صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو سورج، چاند اور زمین کی محوری گردش اور خطوط طول بلد، خطوط طول عرض وغیرہ کی سمجھ رکھتے ہیں اور یہ خالص سائنسی مسئلہ ہے جسے سمجھنا عام لوگوں کے بس کی بات نہیں، آئندہ سطور میں کوشش کی گئی ہے کہ اس مسئلے کو آسان کر کے سمجھایا جائے۔

زمین، سورج اور چاند ہمہ وقت گردش میں ہیں، زمین سورج کے گرد یا سورج زمین کے گرد گردش کر رہا ہے، جب کہ چاند زمین کے گرد گردش کر رہا ہے۔ سورج اور زمین کی گردش ۳۶۵ دن کے لگ بھگ اپنا چکر مکمل کر لیتی ہے البتہ چار سال بعد پورے ایک دن کا فرق پڑ جاتا ہے لہٰذا اس سال کو لیپ کا سال کہتے ہیں اور اس کے ۳۶۶ دن شمار ہوتے ہیں۔

چاند کے زمین کے گرد چکر مکمل کرنے میں ۲۹ یا ۳۰ دن لگتے ہیں۔ نیا چاند شروع ہو جانے کے باوجود وہ زمین والوں کو ۲۷ یا ۳۰ گھنٹے کے بعد نظر آنا شروع ہوتا ہے اس سے پہلے وہ نظر نہیں آ سکتا، جس کی وجہ یہ ہے کہ چاند، زمین اور سورج کے درمیان آ کر مکمل طور پر غائب ہو جاتا ہے۔ پھر وہ گردش کرتے کرتے سب سے پہلے زمین والوں کو کٹے ہوئے ناخن کی طرح نہایت باریک نظر آتا ہے روزانہ اس کی موٹائی بڑھتی جاتی ہے حتٰی کہ سات دن میں آدھا چاند نظر آنے لگتا ہے اور چودھویں رات تک چاند پورا نظر آتا ہے، اس کے بعد چاند کا کچھ حصہ آہستہ آہستہ پھر اندھیرے میں ڈوبنا شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ پورا غائب ہو جاتا ہے۔

نیا چاند کبھی ۲۹ کے بعد آنے والی رات کو اور کبھی ۳۰ کے بعد آنے والی رات کو زمین کے بعض حصوں پر نظر آنا شروع ہو جاتا ہے۔

نیا چاند طلوع ہونے کے بعد ۲۷ سے ۳۰ گھنٹے تک نظر آ ہی نہیں سکتا، اس کے بعد اگر وہ کسی ایسی جگہ پر ایسے وقت پر پہنچ جائے کہ وہاں دن یا رات کے کسی حصے کی بجائے غروبِ آفتاب کا وقت ہو تو چاند بہت باریک نظر آتا ہے اور اگر غروبِ آفتاب کے وقت وہ کسی مقام پر ۲۷ سے ۳۰ گھنٹے کی عمر کے بعد دیر سے پہنچے تو وہ جتنی دیر سے پہنچے گا اتنا ہی زیادہ موٹا نظر آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اس طرح کا چاند

دیکھ کر لوگ اسے دوسرے دن کا تصور کرتے ہیں حالانکہ وہ پہلے ہی دن کا ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ زمین پر نیا چاند صرف غروبِ آفتاب کے وقت ایک گھنٹے تک ہی نظر آتا ہے۔ چونکہ شام کے وقت شفق پر روشنی ہوتی ہے جو پون گھنٹہ تک پھیلی رہتی ہے۔ اس پونے گھنٹے کے بعد اس کے نظر آنے میں صرف پندرہ منٹ رہ جاتے ہیں اگر ابر نہ ہوں اور وہ نظر آ جائے تو آ جائے ورنہ دوسرے دن نظر آنے کا انتظار کرنا پڑے گا۔ شریعت ہماری اس پریشانی کو یوں حل کرتی ہے کہ اگر چاند نظر آ گیا تو مہینہ شروع، نظر نہیں آیا تو مہینہ ۳۰ دن کا کرلو۔ اللہ اللہ خیر سلاّ!

رہی یہ بات کہ دنیا کے بعض حصوں میں ایک ہی وقت میں نیا چاند نظر آتا ہے حالانکہ وہ دور دور کے فاصلے پر ہوتے ہیں لیکن ان کے قریبی علاقوں میں نیا چاند نظر نہیں آتا۔

اس کی وجہ زمین کی بیضوی گولائی اور اس کا اپنے محور پر گھومنا ہے۔

جو خطے ایک ہی طول بلد اور عرض بلد پر واقع ہیں ان خطوں میں غروب آفتاب اور چاند کا طلوع ایک ہی وقت میں ہوتا ہے مثلاً حیدر آباد، سندھ، کابل اور تاشقند کا طول بلد تقریباً (۶۸) اڑسٹھ درجے مشرق ہے لہٰذا ان میں سورج کا طلوع وغروب اور چاند کا طلوع ایک ہی وقت میں ہوتا ہے البتہ اگر کہیں مطلع ابر آلود ہو اس کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو الگ بات ہے۔

بعض اوقات ایک ہی طول بلد پر واقع خطوں میں بعض جگہ چاند نظر آتا ہے بعض میں نہیں، لیکن ایسا کبھی کبھار ہوتا ہے مثلاً ۱۴۱۲ھ شوال کو سعودی عرب اور پاکستان میں ایک ہی دن عید منائی گئی۔

یاد رہے کہ کسی خطے میں نئے چاند کے نظر آنے کی تین شرائط ہیں۔

(۱) چاند قابلِ دید عمر کو پہنچ چکا ہو یعنی ۲۷ سے ۳۰ گھنٹے کی عمر پوری کر چکا ہو اس سے کم عمر چاند نظر نہیں آتا۔

(۲) یہ اہم بات ہے کہ سورج اس وقت جس مقامات طولِ بلد پر غروب ہو رہا ہے وہیں نظر آئے گا دوسری جگہوں پر نظر نہیں آئے گا۔

(۳) غروبِ آفتاب کے وقت چاند کم از کم ۱۵ درجے بلند ہو چکا ہو، ۱۵ درجے کا سفر طے کرنے میں چاند کو تقریباً ایک گھنٹہ لگ جاتا ہے۔

مندرجہ بالا معلومات مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کی کتاب ''اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ'' سے لی گئی ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے اس کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ موصوف نے طول بلد اور عرض بلد دے کر ہر شہر میں چاند نظر آنے کا وقت لکھا ہے اور اسلامی تقویم کے بارے تقریباً ہر موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے۔ نیز عملی طور پر سوال بھی حل کر کے بتائے ہیں۔



پورے عالمِ اسلام میں ایک ہی دن رمضان اور عید؟

دورِ حاضر میں اکثر صحافیوں اور مسلم دانش وروں کی طرف سے یہ آواز اٹھائی جارہی ہے کہ پورے عالمِ اسلام میں ایک ہی دن عید منائی جائے اور ایک ہی روز رمضان کا آغاز ہونا چاہیے جب کہ غیر مسلم پوری دنیا میں جہاں بھی رہتے ہوں ایک ہی روز اپنے تہوار مناتے ہیں۔ اس موقف میں شرعی لحاظ سے بہت سی کمزوریاں پائی جاتی ہیں جن کا ترتیب وار محاکمہ پیش کیا جاتا ہے۔

☆ مسلمانوں کی عید گو تہوار ہی کی طرح ہے لیکن یہ کافروں کے تہوار سے بہت مختلف ہے کیوں کہ عید الفطر کا تعلق رمضان المبارک جیسی اہم عبادت کے اختتام سے ہے اور عید الاضحیٰ کا تعلق ابراہیم علیہ السلام کی سنت ذبحِ عظیم سے ہے۔ اسلام نے عبادات کی ادائیگی کے لیے پورے عالمِ اسلام کو ایک وقت کا پابند نہیں بنایا بلکہ ان عبادات کو ہر علاقے کے چاند اور سورج سے منسلک کر کے سب کے لیے مختلف وقت کر دیا ہے گو ہر علاقے کے لوگوں کے لیے چاند اور سورج کا اندازہ اور علامت

ایک جیسی ہے اس میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا۔

☆ نماز کے لیے سورج کو پیمانہ بنایا گیا اور یہ ایک آسان حساب ہے جسے دنیا کے ہر خطے کا مسلمان آسانی سے اپنا سکتا ہے۔ اگر اسے اس بات کا پابند کر دیا جاتا کہ وہ سعودی عرب یا مکہ اور مدینہ منورہ میں نمازوں کے اوقات کے ساتھ نمازیں ادا کرے تو یہ پوری دنیا کے ہر دور کے مسلمانوں کے لیے ناممکن تھا۔

☆ اسی طرح رمضان، عید اور قربانی کے ایام کو چاند کے ساتھ منسلک کیا گیا کیوں کہ چاند ہر علاقے کا مسلمان اپنی آنکھوں سے دیکھ کر رمضان، عید اور قربانی کے دنوں کا تعین کر سکتا ہے، اگر اسے اس بات کا پابند کیا جاتا کہ وہ مکہ یا مدینہ منورہ کے چاند کے ساتھ اپنے رمضان کا آغاز کرے یا عید منائے تو یہ اس کے لیے ناممکن تھا کیوں کہ نیا چاند اکثر علاقوں میں ایک یا دو دن کے اختلاف کے ساتھ نظر آتا ہے۔

☆ اگر اسلام نے پوری امت کے لیے ایک ہی وقت مقرر کیا ہوتا یا ایک شہر کو مرکزی حیثیت قرار دے کر نماز، عید اور رمضان کے لیے پابند کیا ہوتا تو تمام دنیا کے مسلمان ایک ایسی مشکل میں پڑ جاتے جس کا حل کبھی نہ ملتا۔ گاؤں کے لوگ شہروں کے چکر لگا لگا کر تھک جاتے اور شہروں کے لوگ مرکزی شہر کی خبر چلانے کے لیے دوڑتے، مشکل تو یہ کہ اتنی تیز رفتار سواری ہر ایک کو کیسے میسر ہوتی جو چند

منٹ میں پتا چلا کر آ جاتا حالاں کہ پیغام رسانی کے تیز رفتار ذرائع دنیا کی نصف آبادی کو آج بھی میسر نہیں ہیں۔

☆ روزانہ پانچ نمازوں کے لیے، ہر ماہ کی رویت کے لیے، ایامِ بیض کے روزوں کے لیے، رمضان کے تعین کے لیے، عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے لیے، غرض روزانہ ایک مسئلہ ہر مسلمان کے دماغ میں چھڑا رہتا کہ وہ کب نماز پڑھے، کب روزہ رکھے، کب عید منائے۔ ایک معمول کے کام اور عبادت کے لیے دنیا کے تمام کام رک جاتے اور دماغ اسی کشمکش میں لگے رہتے۔

☆ ہر سائنسی علوم سے واقف اور ان پڑھ دیہاتی شخص بھی یہ جانتا ہے کہ پوری دنیا میں ایک ہی وقت ہونا ناممکن ہے۔ بعض علاقوں میں آدھے گھنٹے کا، بعض میں ایک گھنٹے کا، بعض میں دو، بعض میں آٹھ آٹھ اور بعض میں بارہ گھنٹے کا بھی فرق موجود ہے جب کہ دن کی تاریخ کے لحاظ سے یہ فرق مزید بڑھ جاتا ہے۔ جب سعودی عرب کے لوگ سحری کرتے ہیں تو اس وقت پاکستان، برصغیر، انڈونیشیا، امریکہ، برطانیہ، افریقہ غرض دنیا کے کسی بھی ملک کے لوگوں کے لیے یہ ناممکن ہے کہ ان کے ہاں بھی سحری کھانے کا وقت ہو۔ بھلا ایسے میں ایک ہی وقت میں عبادات ادا کرنے اور دن منانے کا خواب کیسے پورا ہو سکتا ہے؟ وقت اور مطالع کا اختلاف تو ہمیشہ رہے گا۔

☆ ایک صاحب لکھتے ہیں: ایک اعرابی آیا، اس نے کہا: میں نے چاند دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: بلال اعلان کر دو کہ کل روزہ رکھیں (صاحب اپنا تبصرہ لکھتے ہیں) اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اعرابی سے نہ تو علاقہ پوچھا اور نہ فاصلہ، صرف اس کے مسلمان ہونے کی گواہی لی اور گواہی کی بنیاد پر سب کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

(ایک امت، ایک آسمان، ایک چاند از اوریا مقبول خان)

بات یہ ہے کہ یہ اعرابی مضافاتِ مدینہ سے آیا تھا لہٰذا آپ ﷺ نے اس سے دور یا نزدیک سے آنے کے متعلق نہیں پوچھا...... ورنہ روایت گزشتہ صفحات میں گزر چکی کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے شام کے علاقے سے آنے والے کی رویت کی گواہی قبول نہیں کی ...... اور مدینہ کی رویت کے مطابق اپنا روزہ پورا کیا ...... نبی ﷺ نے بدو کی گواہی پر اعتبار کر لیا۔ قریبی علاقوں کی رویت پر تو علماء بھی اعتبار کرتے ہیں جیسے لاہور کا دیکھا ہوا چاند گوجرانوالہ، فیصل آباد، گجرات وغیرہ کو بھی کفایت کر جاتا ہے۔

☆ یہی صاحب لکھتے ہیں: پوری دنیا میں آپس میں اوقات کا فرق ۱۲ گھنٹے جمع اور ۱۲ گھنٹے نفی ہوتا ہے، مراکش سے انڈونیشیا تک چھ یا سات گھنٹے ٹائم زون میں رہتا

ہے، اب جب چاند ایک جگہ طلوع ہو گیا تو یہی اول یا پہلی کا چاند ہے لیکن ہمیں نظر نہیں آتا۔ ۲۹ دن اور ۱۲ گھنٹے کے بعد وہ ہمیں مطلع پر نظر آتا ہے اور اس وقت وہ اپنی عمر کا ایک دن کم کر چکا ہوتا ہے۔ مگر کمال ہے ہمارا کہ ہم اس کی ۳ بلکہ بعض دفعہ ۴ دن عمر گزرنے کے بعد بھی اسے پہلی کا چاند کہتے ہیں اور دنیا ہمارا تمسخر اڑاتی ہے۔

جواب یہ ہے کہ عام لوگ نہ تو ان صاحب جیسے دانش ور ہیں اور نہ ہی اس طرح کی عقل اور علم کے مالک جو چاند نظر نہ آنے کے باوجود کہیں کہ چاند نظر آ گیا ہے۔ نیز اسلامی شریعت کا تعلق نہ سائنس سے ہے نہ سائنسی آلات سے، نہ عقل سے، بلکہ اس کا تعلق انسان سے ہے اور انسان میں دنیا کا ہر طرح کا انسان شامل ہے، چاہے وہ ان پڑھ ہو یا پڑھا لکھا، سائنس دان ہو یا فلسفی، عالم ہو یا عامی، امیر ہو یا غریب، اور قانون وہی قانون کہلانے کا مستحق ہوتا ہے جو ہر عام آدمی کی سمجھ میں آ جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہم امی لوگ ہیں، لکھنا اور حساب کرنا نہیں جانتے۔ آپ ﷺ نے (دونوں ہاتھوں کی انگلیاں تین بار کھول کر) فرمایا: مہینہ یوں ہوتا ہے اور یوں ہوتا ہے۔ سلیمان حدیث کے راوی نے تیسری بار ایک انگلی کو بند کر لیا۔ مراد یہ تھی کہ مہینہ تیس دن کا اور انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

(بخاری: ۱۹۱۳۔ مسلم: ۱۰۸۰۔ ابوداؤد، کتاب الصیام)

☆ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جب نیا چاند آسمان پر پیدا ہو چکا تو اب دیر کا ہے کی، سب کو رمضان کا آغاز کر لینا چاہیے یا عید کا اعلان کر دینا چاہیے۔

جواب یہ کہ جس طرح دورانِ حمل بچے کا جسم سات ماہ تک مکمل ہو چکا ہوتا ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ پیدا بھی ہو چکا ہے بلکہ پیدائش کے آثار شروع ہونے پر بھی یہ دعویٰ نہیں کیا جاتا کہ بچہ پیدا ہو گیا ہے جب تک کہ وہ ماں کے بطن سے پوری طرح باہر نہ آ جائے۔ اسی طرح آسمان کے بطن میں چاند جب بھی پیدا ہو، عام سیدھے سادھے انسان کو اس سے کوئی غرض نہیں بلکہ اسے چاند کے اپنی کھلی آنکھوں سے نظر آنے سے غرض ہے۔ شریعت بھی اسی چیز کا پابند کرتی ہے کہ وہ چاند دیکھ کر رمضان شروع کرے اور چاند دیکھ کر عید منائے۔

☆ رویت کا مطلب ہی آنکھ سے دیکھنا ہے شریعت نے چاند کے طلوع کے لیے رویت کا لفظ بول کر ہر خطے کے لوگوں کو پابند کیا کہ کم از کم رمضان کے آغاز کے لیے ایک عادل آدمی کا چاند اپنی آنکھوں سے دیکھنا اور عید کے لیے دو عادل لوگوں کا چاند اپنی آنکھوں سے دیکھ کر گواہی دینا ضروری ہے، وہ سائنسی آلات سے دیکھ کر یا کسی دوسرے علاقے کے لوگوں کے چاند دیکھنے کو بنیاد بنا کر چاند کی رویت کی گواہی ہی نہیں دے سکتے۔

☆ طلوع کا لفظی مطلب جھانکنا ہے جب چاند شفق سے جھانکے یعنی زمین پر

موجود لوگوں کو نظر آ جائے تو پھر کہا جاتا ہے کہ چاند طلوع ہو گیا یا چاند نکل آیا۔

دل چسپ بات یہ کہ سائنسی علوم کو پوجنے کی حد تک اہمیت دینے والوں کے ہاں بھی چاند طلوع ہونے کا لفظ تبھی بولا جاتا اور طلوع قمر سمجھا جاتا ہے جب چشم سر سے دیکھا جانے والا چاند طلوع ہوتا ہے۔

شہادت اور خبر میں فرق:

یاد رہے کہ شہادت اور خبر میں شرعی لحاظ سے بہت بڑا فرق ہے۔ خبر یہ ہے کہ فلاں کام ہو گیا ہے یا ہونے والا ہے، خبر جھوٹی بھی ہو سکتی ہے اور سچی بھی اور جو شخص خبر دے گا شریعت کے مطابق اس کی تحقیق کر کے اس پر اعتماد کیا جائے گا۔

شہادت کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے کی پوری ذمہ داری کے ساتھ گواہی دینا ہے، لہٰذا شہادت کو قبول کرنے کے لیے شہادت دینے والے کے مجموعی کردار کا علم ہونا ضروری ہے کہ وہ عاقل، بالغ، مسلمان ہو، دیانت دار، نمازی کبیرہ گناہوں سے بچنے والا ہو۔ خبر موصول کرنا، خبر دینا یا خبر جاری کرنا حکومت کا کام ہے لیکن چاند کی رویت کی خبر کی پرکھ وغیرہ کرنا علماء کا کام ہے لہٰذا علماء ہی یہ فیصلہ کریں گے کہ کس شخص کی رویت کی خبر اس کے کردار کے پیش نظر قبول کرنی چاہیے یا نہیں اور پھر وہ تحقیق و تصدیق کر کے حکام کو یہ تحقیق شدہ خبر دیں گے تا کہ وہ اسے ملک میں نشر کر دیں۔

☆ رہا اور یا مقبول خاں صاحب کا یہ کہنا کہ ''ہم مسلمان ایک دن اپنی عید یا رمضان کا آغاز نہیں کرتے اس لیے ہم پارا پارا ہیں۔''

حالاں کہ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس قسم کے متفقہ مسائل کو سائنسی علوم اور عقل زدہ لوگوں کی تقلید میں چھیڑنا امت کی وحدت کو پارا پارا کرنا ہے۔ اتحاد حاصل کرنے اور نزاع دور کرنے کا آسان نسخہ خود قرآن حکیم نے بتایا ہے کہ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَى الرَّسُوْلِ ...... کہ ایسے معاملے کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو...... یعنی وہاں دیکھو کہ کیا راہنمائی ملتی ہے۔ قرآن و حدیث کے فیصلے کو قبول کرلو، خود بخود نزاع ختم ہو جائے گا اور پارا پارا ہونے کی بجائے متحد ہو جاؤ گے۔

رہی تمسخر والی بات کہ دنیا ہمارا تمسخر اڑاتی ہے...... اگر ان صاحب کی مراد مغربی دنیا یا کافروں کی دنیا ہے۔ تو شاید انہیں یہ علم نہیں کہ دنیا تو آغازِ اسلام ہی سے اسلام کے ہر کام پر مسلمان کا مذاق اڑاتی چلی آ رہی ہے، ان بدبختوں نے انبیاء کا مذاق اڑایا، نبی اکرم ﷺ کا مذاق اڑایا، قرآنی آیات کا مذاق اڑایا، ہر اسلامی شعار کا مذاق اڑایا، ہر سنتِ رسول ﷺ کا مذاق اڑایا، حدود شرعی کا مذاق اڑایا، غرض اسلام اور مسلمانوں کی کون سی بات ہے جس کا یہ دنیا مذاق نہیں اڑاتی یا اس میں نقص نہیں نکالتی، یا مسلمانوں کو ان سے منحرف کرنے کی کوشش نہیں کرتی۔

یہ تو ہمیشہ ایسا ہی رہا اور ہوتا رہے گا، کیا ہم ان کے مذاق اڑانے کی وجہ سے اپنی شریعت تبدیل کرلیں؟ قرآن حکیم نے تو یہی فرمایا ہے:

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ (النساء:۸۹)

''وہ چاہتے ہیں جس طرح وہ کافر ہیں اسی طرح تم بھی کافر ہو جاؤ تاکہ وہ اور تم سب برابر ہو جائیں پس ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ۔''

نیز فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ. (آل عمران:۱۰۰)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تم نے اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ کی بات مانی تو یہ تمہیں ایمان سے پھیر کر کفر کی طرف لے جائیں گے۔''

وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ ہم وحدتِ امت کا غیر شرعی نسخہ جو نبی اکرم ﷺ نے تجویز نہیں کیا، اسے اختیار کر کے اپنی شریعت میں تبدیل کر کے جہنمی بنیں۔

☆ کیا یہ مذاق اڑانے والی بات نہیں؟ کہ چاند طلوع نہ ہو اور ہم یہ رٹ لگائیں کہ چاند طلوع ہو گیا ہے اور یہی مغربی دنیا ہمارا مذاق اڑائے گی کہ ہم کتنے غیر حقیقت پسند اور جھوٹے ہیں کہ جو چیز ہے ہی نہیں اس کے ہونے پر اصرار کر کے

زبردستی پورے عالم اسلام سے اسے منوا کر اپنی عبادات اس کے مطابق کر رہے ہیں۔

☆ ایک دن عید منانے اور رمضان شروع کرنے کی سوچ عام کرنے والے دراصل کافرانہ تہذیب سے متاثر ہیں، انہیں ان کا ہر کام اچھا لگتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کافر قوموں کی تقویم سورج کے مطابق ہے۔ ہندوؤں کا سال بھی شمسی ہے، عیسائیوں کا بھی، یہودیوں کے ہاں بھی، اہلِ یونان کے ہاں بھی، آتش پرستوں کے ہاں بھی...... صرف اللہ کے فضل سے مسلمان اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ قمری تقویم کے حامل ہیں اور خود قرآن حکیم میں قمری تقویم ہی کو درست اور قابلِ عمل تقویم قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھیے التوبہ: ۳۷ نیز اس موضوع کے لیے دیکھیے کتابچہ: ''حرمت والے مہینے'' اور ''اسلامی تقویم اور اس کے امتیازات'')

کافروں کے ہاں سورج آسمانی دیوتا ہے کیوں کہ فصلوں کے پکنے میں اسی کی وجہ سے موسمی تبدیلیوں کا ہاتھ ہوتا ہے، پھر زمینی دیوتاؤں کا تعلق بھی عموماً موسمی تبدیلیوں سے ہی ہوتا ہے، اس لیے وہ تمام لوگ اپنے مذہبی تہوار اور دن زمین پر فصلیں پکنے یا موسم کی آمد و رفت کے مطابق بناتے ہیں۔ چنانچہ نئے سال کا پہلا دن منانا...... فصل کی کٹائی شروع کرتے وقت...... فصل کی کٹائی سے فارغ ہو کر...... موسم بہار کی آمد کے وقت...... ساون کی پہلی بارش کے وقت تہوار منانا ان

سب کے ہاں مشترکہ روایت ہے۔ جب کہ شخصیات کی یاد میں منائے جانے والے دن بھی عموماً ان لوگوں نے موسموں ہی سے منتھی کر رکھے ہیں۔ انہی کی تقلید میں ہمارے ہاں عرس منانے والے جاہل مسلمانوں نے بھی فصل کی کٹائی اور ہندو مہینوں کے مطابق اکثر تاریخیں طے کر رکھی ہیں۔ خود مکہ کے کافر بھی حج کے مہینے کو تبدیل کر کے اکثر اس مہینے کے مطابق لے جاتے جب فصلیں پک کر کٹائی ہو چکی ہوتی تاکہ چڑھاوے بھی خوب آئیں اور تجارت کا فائدہ بھی اٹھایا جا سکے۔ یا پھر وہ لوگ جنگ کرنے کی وجہ سے حج یا حرمت والے مہینے کو اپنی جگہ سے تبدیل کر کے دوسری جگہ پر لے جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس فعل کو ظلم قرار دیا اور فرمایا کہ اللہ کے ہاں صرف بارہ مہینے ہیں اور ان میں چار حرمت والے ہیں (ذی قعد، ذوالحج، محرم، رجب) لہٰذا ان کو ادل بدل کر ان میں ظلم نہ کرو اور دینِ قیم کا (دستور تقویم) یہی ہے۔

لہٰذا ہمیں عبادت کی ادائیگی کے حوالے سے قمری تقویم ہی کا پابند کیا گیا ہے اور وہ بھی انسانی آنکھ کے ساتھ چاند کی رویت کے مطابق پوری دنیا میں ایک ہی دن عید یا رمضان کرنا کافرانہ تہوار منانے کے طرز کی تقلید ہے۔ جب کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من تشبه لغيرنا فليس منا فلا تشبهو باليهود ولا النصارىٰ

''جو ہمارے غیروں کی مشابہت (نقالی) کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے پس یہودیوں کی نقالی نہ کرو اور نہ ہی نصاریٰ کی۔'' (صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ: ۵۴۳۴۔ صحیح الترغیب: ۲۳۲۳۔ السلسلۃ الصحیحہ: ۲۱۹۴)

☆ یورپی دنیا نے دنیا کے تمام ممالک اور اقوام پر اپنا نظام الاوقات مسلط کرنے کے لیے کو وقت کے لیے مرکزی مقام قرار دیا اور تمام دنیا کے اوقات کو اس کے حساب سے کم زیادہ کر کے گھڑیوں میں اس فرق کو ظاہر کر دیا۔

مغرب زدہ مسلمان اتنے سادہ لوح ہیں کہ وہ بھی ان کے دستور کے مطابق رات کے بارہ بجے نئے دن کا آغاز کر کے پہلے دن کو ختم کرتے ہیں جب کہ قرآن حکیم دن کا آغاز لیل یعنی غروبِ آفتاب کے وقت قرار دیتا ہے اور طلوعِ شمس کو دن کا آغاز قرار دیتا ہے۔

ہم ہیں کہ مکھی پر مکھی مارتے ہیں کہ ان کی نقالی میں P.M اور A.M انہی کا استعمال کر رہے ہیں۔ دنیا میں صرف واحد سعودی عرب ایسا ملک ہے جہاں گھڑیوں پر اسلامی دستور کے مطابق مغرب کے وقت ۱۲ بجے ظاہر کر کے نئے دن کا آغاز کیا جاتا ہے۔ گو انہوں نے اس کے ساتھ ساتھ دوسرا وقت ظاہر کرنے کے لیے بھی الگ گھڑیاں لٹکا رکھی ہوتی ہیں۔



چند تجاویز

☆ عوام اور حکومت اسلامی تقویم یعنی قمری تقویم کو رواج دیں اور اسی کے مطابق اپنے تمام ذاتی اور سرکاری امور کا تعین کریں۔ اس طرح ہر شخص چاند دیکھنے کا پابند ہوگا۔

☆ ہر شخص کو بحیثیت مسلمان چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے اور اگر خود دیکھنے کی زحمت نہیں کی تو علما اور حکام کی طرف سے جو متفقہ فیصلہ سامنے آ جائے اس کو بخوشی قبول کر لے، انتشار پھیلانے اور افواہ طرازی میں حصہ لے کر گنہ گار نہ بنے۔

☆ اگر گواہیوں پر غور کر کے ایک فیصلے کے بعد دوسرا فیصلہ کرنا پڑے تو اس میں کوئی عار نہ سمجھی جائے بلکہ جو حق محسوس ہو اسے اختیار کیا جائے۔

اور عوام اس پر چہ میگوئیوں کے پہاڑ کھڑے نہ کریں۔

☆ ممکن ہے عوام روزہ بھی رکھ چکے ہوں لیکن بعد ازاں خبر ملے کہ چاند تو نظر آ گیا تھا لہٰذا روزہ افطار کر لیا جائے اور اگر نمازِ عید کا وقت گزر چکا ہو تو دوسرے روز نماز ادا کر لی جائے کیوں کہ عہد رسالت میں بھی ایسا ہو چکا ہے یہ کوئی ناروا بات نہیں ہے۔

☆ عالمِ اسلام میں ایک ہی دن عید یا رمضان کا آغاز ناممکن ہونا کام ہے لہٰذا سنتِ نبوی کے طریقے کے مطابق چاند دیکھ کر ان کا آغاز اور اختتام ہی درست طریقہ اللہ تعالیٰ ہمیں شریعتِ حقہ کے مطابق ہر کام کرنے کی سوجھ بوجھ عطا کرے۔ آمین